ششماہی علمی مجلہ جدید قرآنی افکار، جنوری تا جون ۲۰۲۶، سال۲، شمارہ ۳
New Horizons in Quranic Studies, january - june 2026/ Vol.2, No. 3
شهید امام خامنہ ای کے قرآنی نقطہ نظر سے بچوں کی روحانی و معنوی تربیت میں والدین کا کردار

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Role of Parents in the Spiritual and Moral Education of Children from the Qur'anic Perspective of the Ayatollah Khamenei

Shamaila Zainab[1] and **Tahira Mahroozadeh**[2] and **Syed Zafar Ali Shah**[3]

1. Ph.D. Research Scholar in Comparative Tafsir, Al-Mustafa International University
   Email: shamaeleh_zynab@mail.miu.ac.ir
2. Assistant Professor, Department of Qur'an and Hadith, Bint al-Huda Educational Complex, Al-Mustafa International University Email: mahrozadeh@miu.ac.ir
3. Ph.D. Scholar Qur'an and Hadith, Al-Mustafa International University zafar1980.zn@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:

Received:
7 March 2026

Received in revised:
20 April 2026

Accepted:
4 June 2026

Available online:
24 June 2026

Keywords:
spiritual education, moral education, parents, children, Imam Khamenei, Qur'anic perspective, role model, faith, worship, ethics

ABSTRACT

This study aims to clarify the role of parents in the spiritual and moral education of children in light of the Qur'anic thought of the Supreme Leader, Ayatollah Khamenei. It addresses the question of what role parents play in children's spiritual training and what strategies are available for this purpose.The research is theoretical-applied in nature and follows a descriptive-analytical method. Data were collected from Islamic sources, texts, and the speeches and writings of Imam Khamenei, with special emphasis on his Qur'anic views.The findings indicate that parents play a key role in three fundamental domains: worship, ethics, and faith. In the domain of worship, the mother's role as a role model and the participation of children in devotional practices are particularly significant. In the domain of ethics, providing appropriate role models, promoting reading, and using encouragement are highly effective. In the domain of faith, guarding divine limits, avoiding prohibited acts, strengthening the monotheistic disposition, offering proper education, encouraging companionship with righteous individuals, and creating a peaceful and secure environment in which children's doctrinal questions are answered all profoundly enhance children's spirituality. Furthermore, the study emphasizes that the mother's emotional and affectionate role is unique and irreplaceable.The study concludes that, according to Imam Khamenei's Qur'anic perspective, spiritual education is the most important dimension of education and the ultimate goal of all other educational aspects. Neglect in this area leads to various deviations and irreparable social harms. Parents, as primary educators and role models, bear a critical responsibility in the three domains of worship, ethics, and faith. Faith is also the strongest guarantee for the internalization of social and moral norms.

Cite this article Zainab& Mahroozadeh& Ali Shah . (2026). The Role of Parents in the Spiritual and Moral Education of Children from the Qur'anic Perspective of the Ayatollah Khamenei

New Horizons in Quranic Studies, 2 (3), 77-104

© The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ششماہی علمی مجلہ جدید قرآنی افکار، جنوری تا جون ۲۰۲۶، سال۲، شمارہ ۳
New Horizons in Quranic Studies, january - june 2026/ Vol.2, No. 3
The Role of Parents in the Spiritual and Moral Education of Children from the Qur'anic Perspective of the Ayatollah Khamenei

شہید امام خامنہ ای کے قرآنی نقطہ نظر سے بچوں کی روحانی و معنوی تربیت میں والدین کا کردار*

شمائلہ زینب [۱] اور طاہرہ ماہروزادہ [۲] اور سید ظفر علی شاہ [۳]

CC BY

اشاریہ

یہ مقالہ شہید امام خامنہ ای (رضوان اللہ تعالی) کے قرآنی افکار کی روشنی میں بچوں کی روحانی و معنوی تربیت میں والدین کے کردار کو واضح کرنے کا مقصد رکھتا ہے۔ یہ تحقیق اس سوال کا جواب دیتی ہے کہ والدین بچوں کی معنوی نشوونما میں کیا کردار ادا کرسکتے ہیں اور اس کے لیے کون سی حکمت عملیاں موجود ہیں۔ تحقیق نوعیت کے اعتبار سے نظری-اطلاقی ہے اور توصیفی-تجزیاتی طریقہ کار پر مبنی ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ والدین بچوں کی معنوی تربیت میں تین بنیادی شعبوں یعنی عبادت، اخلاق اور ایمان میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ عبادت کے شعبے میں ماں کا بطور نمونہ ہونا اور بچوں کی عبادی مراسم میں شرکت خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ اخلاق کے میدان میں مناسب رول ماڈلز کی فراہمی، کتاب خوانی کا فروغ اور حوصلہ افزائی کے طریقوں کا استعمال انتہائی مؤثر ہے۔ ایمان کے شعبے میں حدودِ الٰہی کی پاسداری، محرمات سے اجتناب، توحیدی فطرت کی مضبوطی، مناسب تعلیم، نیک افراد کے ساتھ معاشرت، پرسکون و محفوظ ماحول اور بچوں کے عقیدتی سوالات کے تسلی بخش جوابات بچوں کی روحانیت کو تقویت بخشنے میں گہرا اثر رکھتے ہیں۔ مزید بر آں، تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ ماں کا جذباتی اور عاطفی کردار منفرد اور ناقابلِ متبادل ہے۔ تحقیق کے مطابق، امام خامنہ ای کے قرآنی نقطہ نظر میں معنوی تربیت؛ تربیت کا اہم ترین بعد اور دیگر تمام تربیتی پہلوؤں کی حتمی غایت ہے۔ اس میدان میں کوتاہی مختلف انحرافات اور ناقابلِ تلافی سماجی نقصانات کا باعث بنتی ہے۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۶/۳/۷ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۶/۶/۴

۱ . پی ایچ ڈی اسکالر برائے تقابلی تفسیر، شعبہ قرآن وحدیث، مجتمع آموزش بنت الہدیٰ، لمصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی.
(shamaeleh_zynab@mail.miu.ac.ir).
۲ . اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وحدیث، مجتمع آموزش بنت الہدیٰ، ، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی.
(mahrozadeh@miu.ac.ir).
۳ . پی ایچ ڈی، تفسیر تطبیقی قرآن، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی،(zafar1980.zn@gmail.com).

کلیدی الفاظ: معنوی تربیت، اخلاقی تربیت، والدین، بچے، امام خامنہ ای، قرآنی نقطہ نظر، رول ماڈل، ایمان، عبادت، اخلاق

تمہید

معنوی تربیت سے مراد انسان کی باطنی اور اندرونی پرورش ہے تاکہ وہ نمو اور کمال حاصل کر سکے۔ روحانیت سے دوری اور معنوی بالیدگی کے بغیر صرف مادی ترقی، خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ اور والدین کے ساتھ بچوں کے تعلقات کے تزلزل کا باعث بنتی ہے۔ مذہبی ثقافتوں میں اس موضوع کی ایک طویل تاریخ موجود ہے اور تمام انبیائے کرام، بالخصوص پیغمبرِ اسلام (ص) اور ائمہ اطہار (ع) نے اپنی توحیدی دعوت کے آغاز ہی سے تزکیہ، تہذیبِ نفس اور معنوی تربیت پر گہری توجہ دی ہے اور اس حوالے سے واضح ہدایات و اصول بیان فرمائے ہیں۔

عام طور پر بچوں کی معنوی تربیت کے باب میں بہت سے مذہبی محققین اور یہاں تک کہ مغربی مفکرین اور ماہرینِ نفسیات نے وسیع پیمانے پر تحقیقات انجام دی ہیں۔ ان میں سے چند اہم یہ ہیں: "اسلام اور طرزِ عمل کے نقطہ نظر سے خاندان میں بچوں کی روحانی تربیت کے عوامل کا تقابلی جائزہ" (احسان اور ساجدی، ۱۳۹۲ شمسی)؛ "اسلام میں پیدائش سے قبل بچے کی مذہبی تربیت میں والدین کے کردار کا جائزہ" (محمد زادہ اور ہمکاران، ۱۳۹۹ شمسی)؛ "روایات کے نقطہ نظر سے بچوں کی مذہبی تربیت میں شفقت اور محبت کے طریقوں کا تجزیہ" (صفری اور ہمکاران، ۱۴۰۰ شمسی)۔ تاہم، موجودہ مقالے میں بچوں کی معنوی تربیت میں والدین کے کردار کا خصوصی طور پر تین شعبوں یعنی عبادت، اخلاق، اور ایمان میں جائزہ لیا گیا ہے اور اسے رہبر معظم کے نظریات و افکار کی تاکید کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے، جو اپنے دائرہ کار میں ایک نیا اور اختراعی (Innovative) کام ہے۔

لہٰذا، اس تحقیق کا بنیادی سوال یہ ہے کہ: رہبر معظم کے قرآنی نقطہ نظر کی روشنی میں بچوں کی معنوی تربیت میں والدین کا کیا کردار ہے اور اس کے لیے کون سی حکمت عملیاں موجود ہیں؟ یہ تحقیق نوعیت کے اعتبار سے نظری-اطلاقی (Theoretical-Applied) ہے اور مواد کو اسلامی مصادر، متون، اور رہبر معظم کے خطبات سے اکٹھا کیا گیا ہے؛ نیز اسے ایک توصیفی-تجزیاتی طریقہ کار کے ذریعے سر انجام دیا گیا ہے۔

۱. تعارف مفاہیم

۱-۱. تربیت

لغت میں تربیت کے معنی پروان چڑھانے، پرورش کرنے، تعلیم دینے، تادیب (ادب سکھانے) اور سیاست کے ہیں؛ نیز اس سے مراد ترقی اور برتری حاصل کرنا ہے۔ اور علم وادب سے آراستہ ہونا، سکھانا، درس وسبق دینا، ادب آموزی، کسی منصب پر فائز کرنا، اور سرشت (خمیر) بنانا ہے (نفیسی، ۱۳۴۳ق، ۲/ ۸۴۶)۔

اصطلاح میں تربیت سے مراد رشد و کمال کی سمت میں پرورش کرنا ہے (شاہرودی، ۱۳۸۲، ج ۲، ص 437)۔

۱-۲. معنویت

لغت میں معنویت کے معنی معنوی ہونے کے ہیں۔ یعنی وہ امور جو باطن اور درونِ انسان سے تعلق رکھتے ہوں (دہخدا، ۱۳۷۳ق، ج ۲، ص ۲۷۶۳)۔

رہبر معظم کے نقطہ نظر کے مطابق، معنویت سے مراد خود میں اور معاشرے میں معنوی اقدار مثلاً اخلاص، ایثار، توکل اور ایمان کو نمایاں اور اجاگر کرنا ہے (امام خامنہ ای، بیانیہ خطاب بہ ملتِ ایران، 22/11/1397، https://khl.ink/f/41673)۔

۱-۳. معنوی تربیت

تربیت اور معنویت کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم کو مد نظر رکھتے ہوئے معنوی تربیت کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے: رشد، کمال اور اخلاقی اوصاف کے حصول کے لیے انسان کے باطن اور درون کی پرورش کرنا۔

معنوی تربیت کے حوالے سے مغرب کی پیش کردہ بعض تعریفیں درج ذیل ہیں: "روحانیت انسانی تجربے کا وہ مرکز یا بنیادی نقطہ ہے جس سے دیگر تمام پہلو اپنے حتمی معنی حاصل کرتے ہیں" (Seeber, Park, & Kimble, 2001, p. 76)۔

نیز یہ "ایک ایسا اعتقادی یا اقدار کا نظام ہے جو فرد کی پوری زندگی میں سرایت کر جاتا ہے اور انسانی زندگی کو چھ بنیادی تعلقات کے فریم ورک کے اندر معنی بخشتا ہے: ۱) خدا کے ساتھ، یا ہر وہ ہستی یا چیز جو حقیقتِ نہائی سمجھی

جائے، ۲) اپنے آپ سے، ۳) دوسروں سے، ۴) ماحول سے، ۵) ماضی سے، اور ۶) مستقبل سے "(Hoshiko, 1994, p. 5)۔

۱-۴. والدین کا بطور رول ماڈل (الگو) ہونا

چونکہ بچہ اپنی زندگی کے ابتدائی چند سال گھر کے ماحول میں والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ گزارتا ہے، اس لیے وہ یقیناً ان سے جو کچھ بھی دیکھتا ہے، اسی کی الگو برداری (تقلید) کرتا ہے۔ اور اخلاقی، عقیدتی، شخصیتی اور دیگر تمام خصوصیات انھی سے سیکھتا ہے۔ بچہ زندگی کے ابتدائی اسباق اپنے والدین اور اردگرد کے لوگوں سے حاصل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اگر کوئی خاندان ساز و آواز، ترانے اور گانے بجانے کا دلدادہ ہو، تو بچہ بچپن ہی سے فطری طور پر انہیں سیکھ لیتا ہے۔ اور اگر وہ نماز، دعا اور عبادت گزار ہوں، تو چھوٹوں کی بڑوں کی پیروی کرنے کے قانون کے تحت، بچہ والدین کے سامنے سے سجدہ گاہ (مہر) اٹھا کر ان کی تقلید میں جھکتا اور اٹھتا ہے اور اسے چومتا ہے۔

بچوں کی والدین سے تقلید کوئی اختیاری امر نہیں ہے، کیونکہ انسان کی ماہیت اور فطرت ہی کچھ ایسی ہے کہ وہ قدرتی طور پر اسی سمت قدم بڑھاتا ہے۔ بنابریں، خاندان کے اندر ہی بچے کے لیے اچھے یا برے رویوں کی شکل اختیار کرنے کی بنیاد پڑتی ہے، جو بچے کی تربیت میں خاندان کی غیر معمولی اہمیت کی عکاس ہے۔

تربیت کے مختلف پہلو (شعبے) ہیں جیسے جسمانی، عقلانی، عاطفی، سماجی، معنوی اور اخلاقی۔ تربیت کا اہم ترین بعد معنوی تربیت ہے، اور ہمارے عقیدے کے مطابق اسلامی تربیت میں اس بعد کی پرورش دیگر تمام پہلو کی غایت اور حتمی ہدف ہے۔ معنوی تربیت انسان اور خدا کے درمیان ارتباط کا زینہ ہے جو بالآخر انسان کی پرورش اور مقامِ قربِ الٰہی تک رسائی کا سبب بنتی ہے۔ اس قسم کی تربیت پر قرآن اور ائمہ (ع) نے بے حد زور دیا ہے اور ان بزرگواروں نے زندگی کے تمام میدانوں میں بچوں کے اس تربیتی پہلو کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

معنوی تربیت کسی بھی معاشرے کی معنوی ترقی اور کمال میں کلیدی ترین کردار ادا کرسکتی ہے۔ لہٰذا، اس معاملے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی یا نقص، ہر معاشرے کی نئی نسل کی پرورش میں ناقابلِ تلافی بگاڑ اور اختلالات کا باعث بنتا ہے (خوش نیت و ہمکاران، ۱۴۰۱، ص ۴)۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

معنویت کی اہمیت اور خاندان پر اس کے اثرات کے بارے میں رہبر معظم فرماتے ہیں: "بہت سی پریشانیوں کا سبب معنویت اور فضیلت سے دوری، خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ اور والدین کے ساتھ بچوں کے رشتے کا متزلزل ہونا ہے؛ یہ معنوی ترقی کے بغیر صرف مادی ترقی کا نتیجہ ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار کارگزاران نظام، 1370/5/23، https://khl.ink/f/2478)۔

معنوی تربیت، جو کہ تربیت کا اہم ترین بعد ہے، کا جائزہ تین شعبوں یعنی عبادت، اخلاق و تزکیہ نفس، اور ایمان میں لیا جا سکتا ہے۔

2۔ عبادات کے شعبے میں معنوی تربیت

اس سلسلے میں ایک اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ بچوں کے سامنے والدین کی عبادات کا ظہور ہونا چاہیے، یعنی بچے انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھیں۔ والدین کا نماز پڑھنا، دعا و اذکار کی تلاوت، ماہِ مبارک رمضان میں روزے رکھنا، مساجد اور مصلیٰ جات میں نمازِ جمعہ و جماعت میں شرکت، اور عیدین و عزاداری کی مجالس و مراسم میں ان کی شمولیت کو بچے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اسے محسوس کریں۔ یہ امور بچوں پر انتہائی گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ لہٰذا جب ہم بچوں کی موجودگی میں عبادات سرانجام دیتے ہیں، تو بچے اپنے والدین کو دیکھ کر سیکھتے ہیں اور خود بھی ان رویوں کو دہرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

رہبر معظم اس بارے میں فرماتے ہیں: "اسلامی معرفت، مذہبی اقدار، مناسک اور دینی عبادی اعمال کا تجلی اور ظہور خاندان کے اندر ہونا چاہیے۔ معنویت کو خاندان کے ذریعے بچوں کے اندر منتقل (انجیکٹ) کیا جانا چاہیے تاکہ معنوی تربیت اس اہم اور تقدیر ساز ادارے سے نکل کر معاشرے کے ڈھانچے تک پھیل جائے۔ اسی وجہ سے خاندان میں والدین کا طرزِ فکر، رجحان اور معنوی رویے بچوں کی معنوی تعلیم و تربیت میں کارگر ثابت ہو سکتے ہیں اور وہاں سے معاشرے کے اندر نفوذ کر سکتے ہیں" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار اعضای شورای عالی انقلاب فرہنگی، 1376/11/4، https://khl.ink/f/9616)۔

بچوں کو والدین کے عبادی رویے ان کے بچپن کے دور میں، یہاں تک کہ جب وہ گہوارے (جھولے) میں ہوں لیکن بیدار ہوں، دیکھنے کو ملنے چاہئیں؛ ان کا رخ اس طرح قائم کیا جائے کہ بچہ نماز اور عبادت کے وقت اپنے والدین کو دیکھ سکے۔ یہ وہی معروف قاعدہ ہے کہ: «اَلْعِلْمُ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ» (بچپن کا علم

پتھر پر لکیر کی مانند ہوتا ہے) (کراجکی، ۱۴۱۰ق، ج۱، ص ۳۱۹)۔ یعنی جب ہمارا بچہ بچپن میں ان تمام نکات کا مشاہدہ کرتا ہے، تو یہ موضوع اس کے لاشعور میں نقش ہو جاتا ہے۔ در حقیقت ہم اسی وسیلے سے اس کی معنوی تربیت کر رہے ہوتے ہیں۔

زندگی میں معنویت کی کمی بڑی لغزشوں، اخلاقی بگاڑ اور گمراہیوں کا سبب بنتی ہے، جس کے بارے میں رہبر معظم فرماتے ہیں: "اگر انسان کے وجود میں معنوی ذخیرہ مطلوبہ حد سے نیچے چلا جائے، تو انسان سنگین لغزشوں اور بڑی گمراہیوں کا شکار ہو جائے گا۔ انسان کے وجود میں معنویت اس کی زندگی کو مقصد فراہم کرنے کا ذریعہ ہے؛ یہ اس کی زندگی کو معنی بخشتی ہے اور اسے ایک صحیح سمت عطا کرتی ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار جمعی از پاسداران، 17/7/1381، https://khl.ink/f/3147)۔

۲-۱. ماں کا خصوصی اور کلیدی کردار

اگرچہ بچے کی تربیت میں والدین (والد اور والدہ) دونوں ہی شریک ہیں، تاہم ماں کا کردار باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ مخصوص، منفرد اور گہرا ہوتا ہے۔ ماں بچوں کی بہترین انداز میں تربیت کر کے انہیں معاشرے کا ایک کارآمد عضو بنا کر پیش کر سکتی ہے؛ جیسا کہ رہبر معظم فرماتے ہیں: "ماں کے ذریعے بچے کی تربیت، کلاس روم میں دی جانے والی تعلیم کی طرح نہیں ہے؛ یہ رویوں سے ہے، گفتار سے ہے، عاطفت و محبت سے ہے، پیار اور نوازش سے ہے، لوری سنانے سے ہے؛ یہ ساتھ زندگی گزارنے سے ہے۔ مائیں ساتھ زندگی گزار کر بچوں کی تربیت کرتی ہیں۔ عورت جتنی زیادہ صالح، عاقل اور ذہین ہو گی، یہ تربیت اتنی ہی بہتر اور اعلیٰ معیار کی ہو گی" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار جمعی از مداحان 11/2/1392، https://khl.ink/f/22443)۔

بچے کی احساساتی اور جذباتی تربیت بھی ماں کا ایک خصوصی اور منفرد کردار ہے، اور اگر ماں اس کردار کو درست طریقے سے ادا نہ کرے یا اس میں کوتاہی برتے، تو کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی اس کا نعم البدل بن سکتا ہے۔ اس سلسلے میں رہبر معظم فرماتے ہیں: "اگر آپ نے گھر میں اپنے بچے کی تربیت نہیں کی، یا اگر آپ نے بچہ پیدا نہیں کیا، یا اگر آپ نے اس کے جذبات کے انتہائی نازک تاروں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے نہیں سلجھایا تاکہ وہ (عاطفی) عقدے کا شکار نہ ہو، تو کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا؛ نہ اس کا باپ، اور نہ ہی بطریقِ

اولیٰ دوسرے لوگ؛ یہ صرف ماں کا کام ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در سومین نشست اندیشه‌های راهبردی، 1390/10/14، https://khl.ink/f/18453)۔

عورت اگر گھر سے باہر اقتصادی، سیاسی یا دیگر سماجی سرگرمیوں میں مصروف بھی ہو، تب بھی اس کا اصل اور بنیادی فریضہ بچوں کی تربیت ہی ہے جس کا کوئی متبادل موجود نہیں ہے۔ ان دونوں کاموں کو بیک وقت انجام دینے میں کوئی تضاد یا منافات نہیں ہے، اور ایک درست منصوبہ بندی (پلاننگ) کے ذریعے وہ ان دونوں سرگرمیوں کو متوازن رکھ سکتی ہے۔

رہبر معظم اس بارے میں فرماتے ہیں: "اگر عورت خاندان کی پابند ہوگئی، اس نے دلچسپی دکھائی، بچوں کی تربیت کو اہمیت دی، اپنے بچوں کی دیکھ بھال کی، انہیں دودھ پلایا، انہیں اپنی آغوش میں بڑا کیا، ان کے لیے ثقافتی خوراک جیسے قصے، احکام، قرآنی حکایات اور سبق آموز واقعات فراہم کیے اور ہر موقع پر جسمانی غذا کی طرح انہیں اپنے بچوں کو چکھایا، تو اس معاشرے میں نسلیں پروان چڑھیں گی اور بالغ النظر ہوں گی۔ یہ عورت کا ہنر ہے اور یہ پڑھائی کرنے، پڑھانے، کام کرنے، سیاست میں داخل ہونے اور اس جیسے دیگر کاموں سے کوئی منافات نہیں رکھتا" (امام خامنہ ای، بیانات در اجتماع زنان خوزستان 1375/12/20 ، https://khl.ink/f/7284)

۲-۲. بچوں میں عنصرِ عبادت کو مضبوط کرنے میں والدین کا کردار

عبادت کے میدان میں ہمیں ایسی حکمت عملیوں پر عمل کرنا چاہیے جن کے ذریعے ہم بچوں کو عبادت کی طرف راغب کر سکیں اور ان میں معنوی تربیت کا بیج بو سکیں۔ بچوں میں عبادت کا شوق پیدا کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے لیے رہبر انقلاب کے تجویز کردہ طریقے اور شیوے درج ذیل ہیں:

— ہم خود شوق و ذوق کے ساتھ عبادت اور بندگی سر انجام دیں تاکہ بچے بھی ہمیں دیکھ کر عبادت اور بندگی کے مشتاق بنیں۔

— اپنے بچوں کی عبادت کے لیے گھر میں مناسب معنوی ماحول اور زمینہ فراہم کریں۔

— آموزش (تعلیم و تربیت) کے معاملے میں بچے کی گنجائش اور ذہنی ظرفیت کو مد نظر رکھیں اور رفتہ رفتہ (تدریجی طور پر) انہیں عبادت سکھائیں۔

—— ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کے ذہن میں عبادت کے حوالے سے کوئی منفی نقطہ نظر، تھکن یا ناپسندیدہ تاثر پیدا نہ ہو۔

—— ہمیں آسانی کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور سخت گیری سے کام نہیں لینا چاہیے، جیسا کہ ارشاد ہے: «یسّروا و لا تعسروا...» (آسانی پیدا کرو اور تنگی میں نہ ڈالو)

—— بچوں کو عبادی اور مذہبی مقامات جیسے مسجد، حسینیہ، مصلیٰ اور اہل بیت (ع) کے مزاراتِ مقدسہ میں لے کر جائیں اور انہیں وہاں کے ماحول میں شریک کریں۔

—— بچپن ہی سے عبادت سے مانوس کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں؛ چنانچہ پیغمبرِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمانِ گرامی ہے: "اپنے بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی تاکید کرو" (ری شہری، ۱۳۶۷، ص 26)۔

اس تدبیر کی ایک واضح مثال حضرت صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہرا مرضیہ (سلام اللہ علیہا) کی سیرتِ طیبہ ہے، جو اپنے بچوں کو شب ہائے قدر اور جاگ کر عبادت کرنے کے لیے تیار کرتی تھیں۔ جن راتوں میں بچوں نے شب بیداری کرنی ہوتی تھی، آپ (ع) انہیں پہلے ہی بستر پر لے جاتیں (تاکہ وہ آرام کر لیں)، انہیں اچھا اور مناسب کھانا کھلاتیں اور وہ بچے سو جاتے تاکہ ان کی نیند کی ضرورت پوری ہو جائے؛ پھر جب بیداری کا وقت آتا تو حضرت زہرا (ع) انہیں بیدار فرماتیں تاکہ وہ یہ عبادت اور بندگی اپنے والدین کے ہمراہ انجام دے سکیں۔

لہٰذا بچوں کی معنوی تربیت عبادات کے شعبے میں سب سے پہلے والدین کے ذریعے ہی شروع ہوتی ہے جو انہیں اس کی تعلیم دیتے ہیں اور اس امر کی ترغیب دلاتے ہیں؛ اس میدان میں والدین کا کردار نہ صرف معاشرے کو ایک شائستہ اور صالح فرد فراہم کرتا ہے بلکہ ایک عام انسان کو "عبدِ صالح" میں تبدیل کر کے معاشرے کے سپرد کرتا ہے، جو کہ رہبر معظم کے ارشادات کے مطابق: "عبد (بندہ) ہونا الٰہی اور اسلامی کے بنیادی معیارات میں ایک انسان کے لیے سب سے بڑی تعریف اور تمغہ ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار کارگزاران نظام، 1378/1/16، https://khl.ink/f/2937)۔

۳. اخلاق اور تزکیہ نفس کے شعبے میں معنوی تربیت

اخلاق اور تزکیہ نفس کے شعبے میں معنوی تربیت، دراصل معنوی تربیت کا اہم ترین اور بنیادی بعد (پہلو) ہے۔ والدین کو اس میدان میں اپنے تمام تر وجود کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان کے بچوں میں تزکیہ نفس کا مناسب زمینہ فراہم ہو اور وہ نیک اخلاق کے ساتھ پروان چڑھیں۔ رہبر معظم کے نقطہ نظر کے مطابق، اخلاق اور تزکیہ نفس کے دائرے میں معنوی تربیت سے مراد محرمات (ممنوعہ امور) کو ترک کرنا اور واجبات کو ان کے وقت پر بجا لانا ہے (ر۔ک: امام خامنہ ای، بیانات در دیدار اساتید دانشگاه‌های استان خراسان در دانشگاه فردوسی، 25/2/1386، https://khl.ink/f/3382)۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محرمات سے دوری اور واجبات کی پابندی اخلاق اور تزکیہ نفس کے شعبے میں معنوی تربیت کا سب سے اساسی اور کلیدی حصہ ہے۔

۳-۱. اخلاق اور تزکیہ نفس کے شعبے میں تربیت کی اہمیت اور ضرورت

اخلاق اور تزکیہ نفس کے دائرے میں معنوی تربیت کا موضوع اس قدر اہم ہے کہ پروردگارِ عالم نے سورہ "الشمس" میں اخلاق اور تزکیہ نفس کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے مسلسل گیارہ مرتبہ قسم کھائی ہے اور ان گیارہ قسموں کے بعد فرمایا ہے کہ کامیابی اور رستگاری صرف اور صرف اس شخص کا مقدر ہے جو مہذب (پاکیزہ نفس) ہو اور جس نے اپنے دل سے صفاتِ رذیلہ اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہو۔

رہبر معظم اس آیہ مبارک کی شرح و تفسیر میں فرماتے ہیں: "سورہ 'الشمس' میں، 'قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا'، وہ شخص رستگار اور فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا، اور ان اعلیٰ انسانی صفات، خلقیات اور استعداد کو پروان چڑھایا جو تمام انسانوں کے وجود میں پنہاں اور مستور ہیں۔ 'وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا' لیکن وہ شخص جس نے ان نیک انسانی خصلتوں اور الٰہی صفات کو جو انسان کے وجود میں موجود ہیں، نظر انداز کر دیا یا دبا دیا، وہ یقیناً زندگی کے مختلف میدانوں میں شکست، ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہو جائے گا" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار کارگزاران نظام 27/5/1389، https://khl.ink/f/9893)۔

اخلاق اور تزکیہ نفس نہ صرف ایک فرد کی ذاتی ضرورت ہے بلکہ یہ ایک ترقی یافتہ معاشرے کی بھی بنیادی ضرورت ہے۔ وہ معاشرہ جو اخلاق، انسانی اقدار اور معنویت سے عاری ہو، وہ مادی ترقی کے باوجود بھی جہنم کی مانند بن جاتا ہے۔ رہبر معظم فرماتے ہیں: "معنویت اور اخلاق، تمام فردی اور سماجی تحریکوں، سرگرمیوں اور کوششوں

کو صحیح سمت دینے والے عناصر اور معاشرے کی اصلی ضرورت ہیں؛ ان کا ہونا زندگی کے ماحول کو مادی کمیوں کے باوجود بھی جنت بنا دیتا ہے اور ان کا نہ ہونا مادی آسائشوں اور فراوانی کی موجودگی میں بھی معاشرے کو جہنم میں تبدیل کر دیتا ہے" (امام خامنہ ای، بیانیہ گام دوم انقلاب خطاب بہ ملتِ ایران،1397/11/22 ، https://khl.ink/f/41673)۔

خداوندِ متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: «وَالبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخرُجُ نَباتُهُ بِإِذنِ رَبِّهِ وَالَّذى خَبُثَ لاَ يَخرُجُ إِلَّا نَكِداً» (اور جو پاکیزہ زمین ہے اس کی نباتات اس کے رب کے حکم سے وافر نکلتی ہے اور جو خراب و بنجر ہے اس سے ناقص چیز ہی نکلتی ہے)(اعراف:۵۸)۔ خداوند اس آیت میں انسان کے دل کو زمین سے تشبیہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر زمین آباد ہو، اس میں جڑی بوٹیاں نہ ہوں اور اس میں اچھی طرح سے ہل چلا گیا ہو، تو یہ معلوم ہے کہ وہ بہترین اور عمدہ فصل دے گی؛ لیکن اگر دل بے آب و گیاہ زمین کی طرح ہو، تو بنجر زمین کی طرح یہ بے آب و گیاہ دل کوئی میٹھا پھل نہیں دیتا۔ پس اگر آپ بے آب و گیاہ زمین میں گندم یا کوئی درخت بوئیں گے تو آپ کی محنت اور محصول ضائع ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر آپ نے اپنے بچے کو مہذب بنا دیا، اگر بچے کے دل کو حسد، کینہ، بخل، خود غرضی (خود گرائی) اور تفاخر سے پاک کر دیا، تو یہ دل کی زمین آباد ہو جاتی ہے۔ یہ زمین بہترین فصل دیتی ہے اور ایسا بچہ دوسروں کا ہمدرد بنتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائی یا بہن کی فکر میں رہے گا۔ مثال کے طور پر اگر اسے کوئی چیز دی جائے تو وہ اسے اکیلے کھانے کے بجائے گھر لے جائے گا اور اپنے بھائی یا بہن کے ساتھ بانٹ کر شریک کرے گا۔ جب یہ بچہ بڑا ہو جائے گا، تو وہ ہمیشہ معاشرے کی گتھیوں کو سلجھانے اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی فکر میں رہے گا۔

والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی روحی اور علمی تربیت کے لیے بالکل آغازِ بچپن ہی سے کوشش کریں، کیونکہ بچے کا دل ہر قسم کی اخلاقی قدر یا اس کی ضد (رذیلہ) کو قبول کرنے کے لیے مکمل طور پر آمادہ ہوتا ہے؛ اسی وجہ سے امیر المومنین امام علی (ع) نے نہج البلاغہ کے مکتوب ۳۱ میں اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰ (ع) کو وصیت فرماتے ہوئے لکھا ہے: «أَيْ بُنَيَّ ... وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ» (اے میرے پیارے بیٹے! بیشک نوخیز کا دل خالی زمین کی مانند ہوتا ہے، اس میں جو بھی بیج ڈالا جائے وہ اسے قبول کر لیتا

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ہے) «فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ يَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ» (لہذا اس سے پہلے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہاری عقل دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جائے، میں نے تمہاری ادب آموزی اور تربیت کا آغاز کر دیا)(انصاریان، ۱۳۹۱، ص 266)۔

نیز رہبر معظم فرماتے ہیں: "ایک اہم چیز یہ ہے کہ ان بچوں کی روح کی پرورش بچپن سے کی جائے تاکہ وہ آگے بڑھیں؛ وہ جہاں کہیں بھی جائیں، ان کی روحی تربیت ہونی چاہیے اور علمی بھی۔ اگر علم ایک فاسد دل اور اخلاقی طور پر بگاڑ کے شکار مغز میں داخل ہو جائے، تو اس کا نقصان نادانی اور جہالت سے بھی کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ نادانی ایک بہت بڑی چیز سے محرومی کا نام تو ہے، مگر وہ معاشرے کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کا سبب نہیں بنتی۔ اس کے برعکس اگر دانش اور علم تو موجود ہو لیکن اخلاقی، نفسانی اور الٰہی بصیرت نہ ہو، تو یہی وہ چیز ہے جو بشر کو ہلاکت اور تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتی ہے۔ انبیائے کرام (ع) نے بھی تربیت پر جتنا اصرار کیا اور لوگوں کو مہذب بننے کی طرف جس قدر راغب کیا، علم کی طرف اس حد تک سوق نہیں دیا۔ تزکیہ کی طرف ترغیب علم سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ اس کا فائدہ اور اثر زیادہ ہے۔ البتہ علم بھی ایک ایسی چیز ہے جو سب کی نظر میں پسندیدہ رہی ہے اور ہے، لیکن ان دونوں کا بیک وقت ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں ایسے دو پر (بازو) ہیں کہ اگر کوئی ملت سعادت کی بلندیوں کی طرف پرواز کرنا چاہتی ہے، تو اسے ان دونوں کے ساتھ ہی اڑنا ہوگا؛ ان میں سے ایک بھی ناقص یا کمزور ہو تو پرواز ممکن نہیں ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در اجتماع زنان خوزستان، 20/12/1375 ، https://khl.ink/f/7284)۔

لہذا والدین پر لازم ہے کہ وہ بچے کے اندر علم اور اخلاق دونوں ہی پروں کو یکساں طور پر پروان چڑھائیں، کیونکہ کسی ایک کا نہ ہونا نقص کا باعث بنے گا اور انسان کبھی بھی مطلوبہ حقیقی سعادت تک نہیں پہنچ سکے گا۔

تزکیہ نفس کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ رسولِ خدا (ص) ہمیشہ اس امر کے لیے بارگاہِ الٰہی میں خصوصی دعا فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے: «كانَ رسولُ الله صلى الله عليه وآله إذا قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّاها" وَقَفَ ثُمّ قالَ: اللّهُمّ آتِ نَفسِي تَقواها، أنتَ وَلِيُّها و مَولاها، و زَكِّها و أنتَ خَيرُ مَن زَكّاها» (رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی اس آیت 'قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا' کی تلاوت

فرماتے، تو کچھ دیر کے لیے رک جاتے اور پھر بارگاہِ الٰہی میں التجا کرتے: خدایا! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما، تو ہی اس کا سرپرست اور مولا ہے، اور اس کا تزکیہ فرما کہ تو ہی بہترین تزکیہ کرنے والا ہے)(طبرسی، ۱۳۷۲، ج ۱۰، ص(755 ۔

تزکیہ نفس اس بات کا سبب بنتا ہے کہ انسان اخلاقی فساد اور کج روی (گمراہی) سے دور رہے اور ان کی جانب رغبت پیدا نہ کرے۔ اس بارے میں رہبر معظم فرماتے ہیں: "تزکیہ، بعثت کا ایک ہدیہ اور تحفہ ہے۔ 'یُزَکِّیھِمْ'، در حقیقت تزکیہ وہ دوا ہے جو بشر کو فساد سے نجات دلاتی ہے۔ ہر قسم کے اخلاقی فساد کا علاج تزکیہ ہے، جو انسانی معاشرے، انسان کے وجود اور انسان کے دل سے برائیوں کو مٹاتا اور پاک کرتا ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار مسئولان نظام و سفرای کشورهای اسلامی، 29/11/1401، https://khl.ink/f/52025) ۔

تزکیہ نفس دراصل راہِ خدا میں ایک مجاہدت (سخت جدوجہد) ہے جس کا بیج والدین کو اپنے بچوں کے دل میں بونا چاہیے۔ اس حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں: "راہِ خدا میں مجاہدت کا مطلب ایک اندرونی اور باطنی مبارزہ (جنگ) ہے؛ ہر بیرونی جہاد در حقیقت ایک اندرونی جہاد پر انحصار کرتا ہے؛ یعنی وہ مردِ مجاہد جو دشمن کے سامنے جاتا ہے اور خوفزدہ نہیں ہوتا، اور ہر میدان میں نہ اسے تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے، نہ سردی اور گرمی کی پرواہوتی ہے، اگر وہ اپنے درون میں اس 'جہادِ اکبر' میں فتح یاب نہ ہوا ہوتا، تو وہ اس طرح دشمن کے سامنے نہیں جا سکتا تھا؛ پس بیرونی مجاہدتوں کا دارومدار اندرونی مجاہدتوں پر ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در منزل سپہبد شہید حاج قاسم سلیمانی، 13/10/1398، https://khl.ink/f/44574) ۔

تزکیہ نفس بعض اوقات آسان ہوتا ہے اور بعض اوقات سخت۔ اگر بچہ گھر کے ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھے جو معنوی اور روحانی ہو، تو بچوں کے لیے تزکیہ اور تہذیبِ نفس آسان ہو جاتا ہے، لیکن اگر بچوں کے لیے ایسا سازگار ماحول مہیا نہ ہو، تو ان کی معنوی تربیت مشکل تر ہو جاتی ہے۔ رہبر معظم فرماتے ہیں: "خود سازی، ایک 'سہلِ ممتنع' (آسان نظر آنے والا لیکن حقیقت میں مشکل) کام ہے؛ یہ بیک وقت آسان بھی ہے اور سخت بھی۔ اگر ہم ایسے ماحول میں ہوں جو مناسب اور سازگار ہو، تو یہ آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً آپ توجہ (دھیان) والے ہیں، آپ دعا، گریہ وزاری اور تضرع والے ہیں۔ انسان کبھی ایسے ماحول میں قرار پاتا ہے جہاں کا ماحول تضرع، گریہ اور بارگاہِ الٰہی میں توجہ کا ہوتا ہے؛ تمام دل خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے

ہیں؛ یہاں انسان پر تضرع اور گریہ کی حالت بڑی آسانی سے طاری ہو جاتی ہے۔ یہ ایک سازگار ماحول ہے۔ سازگار ماحول خودسازی کو آسان بنا دیتا ہے۔ تقویٰ، ضبطِ نفس (خویشتنداری)، گناہ سے دوری، فرائض کی انجام دہی، نماز کو خدائے متعال کے ساتھ انس پیدا کرنے کا ذریعہ سمجھ کر ادا کرنا، نماز کے معانی پر توجہ، حضورِ قلب اور نماز کی حالت میں ارتکاز؛ یہ سب خودسازی کے آلات و ذرائع ہیں۔ جب آپ سازگار ماحول میں قرار پاتے ہیں، تو خودسازی کے یہ آلات آپ کی بہتر مدد کرتے ہیں، اور آپ کے لیے زیادہ کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ جب ایسا ہوتا ہے تو آپ کی روحی اور روحانی توانائی بڑھ جاتی ہے؛ آپ کی استقامت، آپ کی ثابت قدمی، آپ کا صبر، آپ کا توکل، اور ساتھ ہی آپ کی جدت اور آپ کا اندرونی جوش و ولولہ؛ یہ سب چیزیں ایک ساتھ ابھرتی ہیں۔ جب تک ہم کسی میدان میں قدم نہیں رکھتے، ہمیں خوف محسوس ہوتا ہے، ہم ہراساں رہتے ہیں؛ اور اگر ہمارے اندر کوئی صلاحیت یا استعداد موجود بھی ہو، تو وہ چھپی رہتی ہے؛ لیکن جب آپ اس خوف کے حصار کو توڑ دیتے ہیں، خطرہ مول لیتے ہیں اور میدان میں اترتے ہیں، تو یہی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آنا شروع ہو جاتی ہیں؛ اس طرح وہ چیزیں جو ناممکن دکھائی دیتی تھیں، ممکن ہو جاتی ہیں" (ر.ک: امام خامنہ ای، بیانات در دیدار بسیجیان استان خراسان شمالی، 24/7/1391، https://khl.ink/f/21298)۔

۳-۲. بچوں میں اخلاق اور تزکیہ نفس کے عنصر کو مضبوط کرنے میں والدین کا کردار

والدین کے لیے بچوں کی اخلاقی اقدار اور تزکیہ نفس کو مضبوط بنانے کے حوالے سے چند حکمت عملیاں تجویز کی جاتی ہیں:

۳-۲-۱. مناسب نمونہ (رول ماڈل) فراہم کرنا

خاص طور پر بچپن کے دور میں بچے کے لیے بہترین رول ماڈل اس کے والدین ہی ہوتے ہیں، کیونکہ بچے اپنے والدین کی تقلید کرنے کی شعوری و لاشعوری کوشش کرتے ہیں۔ اس حد تک کہ اگر والدین خود اخلاقی فضائل کی پابندی کریں، تو یہ عمل لاشعوری طور پر بچے پر اثرانداز ہوگا اور وہ اپنے والدین کی تقلید کرتے ہوئے ان فضائل کو سیکھ لے گا۔ بچپن کے بعد والے مراحل میں جب نوجوان بیرونی رول ماڈلز کی تلاش میں ہوتا ہے، تو اسے شائستہ شخصیات اور رول ماڈلز (جیسے انبیائے کرام، ائمہ اطہار، شہداء اور علماء) اور محنتی اور بافضیلت افراد کا تعارف کروا

کر، ان کی زندگی کی تقلید کی ترغیب دی جاسکتی ہے، اور اس طرح ان کے اخلاقی فضائل بھی بچے میں منتقل کیے جا سکتے ہیں۔

۳-۲-۲. اخلاقی فضائل کو مضبوط بنانا:

سچائی، دوسروں کا احترام، سخاوت، دوسروں کی مدد کرنا، محنت اور لگن، اور دوسروں کو معاف کر دینا جیسے فضائل کو بچوں میں مضبوط کرنے کے لیے، ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان فضائل کی اہمیت بیان کرنا انتہائی ممکن اور مؤثر عمل ہے۔ یہ اس طرح کیا جائے کہ بچہ ان فضائل کو سمجھے، انہیں خود دہرائے، اور رفتہ رفتہ یہ خوبیاں اس کے کردار کا لازمی حصہ بن جائیں۔

۳-۲-۳. بچوں کی شخصیت کی پرورش کرنا

والدین مختلف طریقوں سے اپنے بچوں کی شخصیت کی پرورش کر سکتے ہیں اور ان کی عزتِ نفس اور خود اعتمادی کو بڑھا سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم طریقہ بچے کی شخصیت کا احترام کرنا ہے۔ رسولِ اکرم (ص) فرماتے ہیں: «أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوا آدَابَهُمْ» (اپنے بچوں کا احترام کرو اور ان کے ساتھ بہترین آداب اور پسندیدہ طریقے سے پیش آؤ) (شیخ حر عاملی، ۱۴۰۹، ج۵، ص۱۲۶)۔ جب ہم بچے کے ساتھ باادب گفتگو کرتے ہیں اور اس کی تکریم کرتے ہیں، تو مثال کے طور پر وہ بھی یہی رویہ اپناتا ہے اور والدین سے آداب سیکھ کر ان کے ساتھ احترام اور تمیز سے بات چیت کرتا ہے۔ اسی طرح بچے کی شخصیت کو پروان چڑھانے کے لیے اسے سلام کرنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کا تذکرہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ جب بچہ دیکھتا ہے کہ اس کے والدین اسے سلام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کھیلتے ہیں، تو یہ امر اس کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور اس کے اندر عزتِ نفس اور وقار کا احساس پیدا کرتا ہے۔ بچے کے ساتھ کھیلنے کے متعلق رسولِ اکرم (ص) کا ارشاد ہے: «مَنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ صَبَا» (جس کا کوئی بچہ ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ خود کو بچپن کی سطح تک گرالے [یعنی اس کے ساتھ بچہ بن کر کھیلے]) (کلینی، ۱۴۲۹، ج۶، ص50 ۔

۳-۲-۴. انعام اور حوصلہ افزائی کا استعمال

بچوں میں مثبت رویوں کو مستحکم کرنے کے لیے انعام اور تشویق (حوصلہ افزائی) کے نظام کا استعمال کریں۔ انہیں بتائیں کہ جب بھی وہ کوئی اچھا عمل انجام دیں گے، جیسے اخلاقیات کی پابندی، تو انہیں آپ کی جانب سے بھرپور

توجہ اور انعام ملے گا۔ البتہ یہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ بچہ اس رویے کا مشروط (Conditioned) عادی ہو جائے اور انعام کو اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لیے بطور ہتھکنڈہ یا غلط استعمال کرنے لگے۔

۳-۲-۵. کتاب خوانی (مطالعہ) کا فروغ

اپنے بچوں اور نوجوانوں کو دینی اور اخلاقی کتابیں پڑھنے کی ترغیب دیں۔ یہ کتابیں عموماً ایسی کہانیاں ہوتی ہیں جو اقدار اور اخلاقیات کو پرکشش داستانوں کے قالب میں بیان کرتی ہیں۔ یہ کتابیں بچوں کو دینی اور اخلاقی مفاہیم انتہائی سادہ اور آسان انداز میں سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ مطالعے کی اہمیت کے حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں: "باپ اور ماؤں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ابتدا ہی سے کتابوں کے ساتھ مانوس اور روشناس کریں۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کی بھی کتابوں کے ساتھ انسیت ہونی چاہیے۔ کتابوں کی خریداری خاندان کے بنیادی اخراجات میں شمار ہونی چاہیے" (امام خامنہ ای، مصاحبہ در پایان بازدید از نمایشگاہ کتاب، 26/2/1374 ، https://khl.ink/f/2750)۔

ایک اور مقام پر آپ نے کتاب خوانی کو معنویت اور فکری سلامتی حاصل کرنے کے طریقوں میں سے ایک قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں: "آج ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ جسمانی سلامتی، معنوی سلامتی اور فکری سلامتی، ان تینوں کو بیک وقت حاصل کریں اور اپنے لیے محفوظ رکھیں۔ جسمانی سلامتی کو ورزش اور مناسب غذا کے ذریعے؛ معنوی اور قلبی سلامتی کو خدا کی جانب توجہ، نماز، دعا، توسل اور شہداء کی یاد کے ذریعے؛ اور فکری سلامتی کو کتاب خوانی کے ذریعے یقینی بنائیں" (امام خامنہ ای، بیانات در مراسم جشن تکلیف دانش آموزان، 23/9/1395 ، https://khl.ink/f/35137)۔

لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے تزکیہ نفس اور اخلاقی تربیت کے میدان میں انتہائی محنتی ہوں اور مختلف طریقوں اور گوناگوں صورتوں کا استعمال کریں، تاکہ بچہ اخلاقی اور تزکیہ نفس کے لحاظ سے اچھے انداز میں مستفید ہو سکے اور اخلاقی فضائل کو اپنی ذات کا حصہ بنالے۔ ناپسندیدہ عادات اور برے اخلاق سے دوری اختیار کرتے ہوئے اس کی اخلاقی نشوونما اور فضائل پر مبنی بالیدگی کا زمینہ فراہم ہو سکے۔

۴. ایمان کے شعبے میں معنوی تربیت

لغت میں لفظ 'ایمان' کے معنی عقیدہ رکھنے اور یقین کرنے کے ہیں (نفیسی، ۱۳۴۳ق، ۱/۴۸۹)۔

اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ایمان اس باطنی یقین یا معنوی قوت کا نام ہے جو انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ شجاعت، طاقت، سچائی اور اخلاص کے ساتھ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کوشاں رہے، قربِ الٰہی کی راہ پر گامزن ہو، اور مکمل ذہنی سکون کے ساتھ ہر قسم کے شک وشبہے سے دور رہتے ہوئے اپنے انفرادی اور سماجی فرائض کی انجام دہی میں ہمت سے کام لے، اور اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہو (جعفری، ۱۳۹۵، ص8) ۔

معنوی تربیت کے اہم ترین اصولوں میں سے ایک 'ایمان' کا اصول ہے، جس کے تحت ہمیں اپنے بچوں کی تربیت حالتِ ایمان میں کرنی چاہیے۔ با ایمان تربیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بچوں کے دینی، عقیدتی اور توحیدی تصورات و نظریات کو مضبوط ہونا چاہیے۔ رہبر معظم اس حوالے سے فرماتے ہیں: "کوئی بھی چیز ایمان کے مساوی اور برابر نہیں ہے۔ آپ اس بچے سے جو کچھ بھی بنانا چاہتے ہیں، آپ کو اس کے اندر ایمان پیدا کرنا ہوگا۔ کوشش کریں کہ بچوں کو با ایمان بنائیں؛ خدا پر ایمان، مطلق حقیقت پر ایمان اور اسلام پر ایمان۔ اگر ان بچوں نے ایمان کے سائے میں پرورش پائی اور آپ ان کے دلوں میں ایمان کا بیج بونے میں کامیاب ہوگئے، تو مستقبل میں ان سے کوئی بھی عظیم شخصیت تراشی جاسکتی ہے اور وہ ہر بڑے کام کے لیے موزوں ہوں گے۔ اگر ان کے اندر یہ (ایمان کا) عنصر موجود نہ ہو، تو وہ کسی بھی کام کے لیے موزوں نہیں رہتے؛ وہ جو کچھ بھی بن جائیں، غیر معتبر اور ناقابلِ اعتبار ہی رہیں گے۔ چاہے وہ سیاست دان بنیں، تو ناقابلِ اعتبار ہیں؛ تاجر بنیں، مزدور بنیں، مصنف یا فنکار بن جائیں، تب بھی ناقابلِ اعتبار ہیں۔ لہٰذا، کوشش کریں کہ بچوں میں ایمان کو مضبوط بنائیں۔ یہ پہلا اور بنیادی نقطہ ہے۔ یقیناً پھر اس ایمان کے محور پر آپ تعصب (دین کے لیے غیرت)، ثابت قدمی، اور ان جیسی دیگر صفات کو پروان چڑھا اور بُن سکتے ہیں؛ اسی محور پر آپ اعلیٰ صفات، آزاد اندیشی، شجاعت، بزرگواری اور رواداری (سماحت) جیسی خوبیوں کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔ آپ جو کچھ بھی سوچتے ہیں کہ اس بچے اور اس کی شخصیت کے لیے ضروری ہے، اسے ایمان کے محور پر ہی بُنیں (استوار کریں)" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار مسئولان کانون پرورش فکری کودکان ونوجوانان، 1377/2/23، https://khl.ink/f/3932) ۔

۴-۱. ایمان کے شعبے میں تربیت کی اہمیت

بچپن کے دور میں خداوندِ متعال پر ایمان کی پرورش کرنا، والدین پر واجب ہے اور یہ بچوں کے بنیادی حقوق میں سے ایک ہے۔ احادیث و روایات میں بھی اس پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

امام سجاد (علیہ السلام) نے بچے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: باپ کو اپنی اس ولایت اور سرپرستی کے دائرے میں جو اسے بچے پر حاصل ہے، اس بات کا ذمہ ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ اسے مؤدب اور پسندیدہ اخلاق کے ساتھ پروان چڑھائے اور خدائے بزرگ و برتر کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔ «وَاَنَّکَ مَسْئُولٌ عَمَّا وَلِّیتَهُ مِنْ حُسْنِ الْاَدَبِ وَالدَّلَالَةِ عَلَی رَبِّهِ» (صدوق، ۱۳۹۶، ص 568)۔

۴-۲. بچے کے وجود میں ایمان کے تربیتی اثرات

خداوندِ متعال پر ایمان بذاتِ خود بشر کے سب سے بڑے فطری وجدان کا احیاء ہے۔ جس کے واضح اور ناقابلِ انکار اثرات و نتائج دیگر تمام اخلاقی فطریات اور انسانی خوبیوں کو بیدار کرنے میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ان تمام صفات کو بہترین حالت میں، قوت (Potential) سے فعل (Actualization) میں لا سکتا ہے۔ زیادہ واضح الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ خداوندِ متعال پر ایمان لانے کے دو بنیادی اثرات بیان کیے جا سکتے ہیں:

اول یہ کہ ایمان سب سے بڑی روحانی حقیقت، یعنی 'توحیدی فطرت' کو زندہ کرتا ہے اور بشر کی حقیقی سعادت کی بنیاد رکھتا ہے۔

دوسرا یہ کہ تمام روحانی فطریات اور انسانی خوبیاں ایمان کی قوت کے سائے میں ہی بیدار ہوتی ہیں اور عملی جامہ پہنتی ہیں۔

اخلاقی وجدان (ضمیر)، بشر کی سعادت میں اپنی تمام تر اہمیت و قدر و قیمت کے باوجود، اگر ایمان پر استوار نہ ہو، تو وہ بشر کو انحرافات اور کج روی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ دیگر تمام پسندیدہ صفات کا بھی یہی حال ہے؛ اگر انہیں ایمانی پشت پناہی حاصل نہ ہو، تو وہ خواہشات اور نفسانی تمایلات کے ساتھ ہونے والی جنگ کے میدان میں شکست سے دوچار ہو جائیں گی۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

اسی بنا پر، وہ بچے جن کی ابتدا ہی سے خدا پر ایمان کے ساتھ تربیت کی جاتی ہے، ان کا ارادہ بدرجہا مضبوط ہوتا ہے اور وہ ایک طاقتور نفسیات کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ بچپن ہی سے سمجھدار اور باہمت (شجاع) پروان چڑھتے ہیں اور ان کی گفتگو اور کردار کے دوران ایمان کے شاندار نتائج بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔

خدا پر ایمان وہ سب سے طاقتور اور قابلِ اعتماد قوت ہے جو ہر غیر شرعی اور ناجائز خواہش کے سامنے مزاحمت کر سکتی ہے اور فتح یاب ہو سکتی ہے، جیسا کہ خداوندِ متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: «فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا» (اور جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے، تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں) (بقرہ:۲۵۶)۔ جو شخص کفر اور شرک کے راستے سے پلٹ آئے اور عالمین کے پروردگار پر ایمان لے آئے، تو اس نے ایک ایسے مضبوط اور قابلِ اعتماد سہارے کو پالیا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا۔

بچے میں ایمان کی قوت کی پرورش، سماجی قوانین اور ضوابط کے نفاذ کی سب سے مضبوط ضمانت ہے۔ وہ بچہ جو ایمان اور شائستہ اخلاق کی مدد سے اپنے خاندان کے اصولوں پر عمل کرتا ہے، وہ معاشرے کے اندر جا کر بھی سماجی قوانین کا احترام کرے گا اور انہیں عملی جامہ پہنائے گا۔ جو بچہ باایمان والدین کی آغوش میں پروان چڑھتا ہے، اسے بے ایمان بچے کے مقابلے میں بہت سے فوائد اور مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ ایسا بچہ زندگی کے تمام مراحل میں ایک مضبوط نفسیات، زیادہ استقامت اور بلند امید کا حامل ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ زندگی کی تمام حالتوں میں خداوندِ متعال کو حاضر اور ناظر جانتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ گناہ اور آلودگی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتا۔

ایمان اس قدر اہم ہے کہ ہم اپنے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے بھی اس کے محتاج ہیں اور ہمیں اسے مضبوط بنانا چاہیے۔ اس حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں: "اگر ہم اپنے دنیاوی مقاصد میں بھی کامیاب ہونا چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنے ایمان کو، اپنے اعتقاد کو، اور اپنے اعمال کو موت کے اس پار کی زندگی (آخرت) کے لیے مضبوط اور توانا کرنا ہوگا" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار مردم استان ایلام در سالروز ولادت امیر المؤمنین، 1393/2/23 ، https://khl.ink/f/26388)۔

۴-۳. بچوں میں عنصرِ ایمان کو مضبوط کرنے میں والدین کا کردار

معنوی تربیت کی سمت میں ایمان اور عقیدے کو بڑھانے کے لیے والدین کے لیے درج ذیل حکمت عملیاں تجویز کی جاتی ہیں:

۴-۳-۱. حدودِ الٰہی کی پاسداری اور محرمات سے اجتناب:

ان محرماتِ الٰہی (ممنوعہ کاموں) میں سے ایک اہم ترین عمل، جو ایمان کی بربادی اور انسان کے دل تک حقائق کی رسائی کو روکنے کا سبب بنتا ہے، 'لقمہ حرام' کا کھانا ہے۔ اس بارے میں پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: « أَكلُ الحرامِ يَطرُدُ الايمانَ » (لقمہ حرام انسان سے ایمان کو چھین لیتا ہے اور دور کر دیتا ہے) (مشکینی، ۱۳۹۶، ص ۱۵۳)۔

لقمہ حرام اس بات کا باعث بنتا ہے کہ انسان اپنے وقت کے امام کو نہ پہچانے اور اپنے ہی امام کے مدمقابل کھڑا ہو جائے، بالکل ویسے ہی جیسے روزِ عاشورا امام حسین (ع) نے دشمن کے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: « ... فقد ملئت بطونكم من الحرام ... » (تمہارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں)، جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ لقمہ حرام حق کو تسلیم کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اس حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں: "جب عوام، خواص (اشرافیہ) اور حکام کے درمیان حرام پیسہ اور لقمہ حرام رائج ہو جائے، تو اخلاقی فساد بھی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور ملک عملاً دشمن کی آماجگاہ (بیس کیمپ) میں تبدیل ہو جاتا ہے" (امام خامنہ ای، دیدار جمعی از مردم قم با رہبر انقلاب، 19/10/1381، https://khl.ink/f/3160)۔

۴-۳-۲. دین کے معارف (تعلیمات) کی آموزش:

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: « وَ حَقُّ الوَلَدِ عَلَى الوالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اِسمَهُ وَ يُحَسِّنَ اَدَبَهُ، و يُعَلِّمَهُ القُرآنَ » (بیٹے کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اس کی اچھی تربیت (ادب آموزی) کرے اور اسے قرآن سکھائے) (نہج البلاغہ، مکتوب ۳۱، ص ۳۹۹)۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «عَلِّمُوا صِبيَانَكُم مِن عِلمِنَا مَا يَنفَعُهُم اللهُ بِهِ لا تَغلِبَ عَلَيهِمُ المُرجِئَةُ بِرَأيِهَا» (اپنے بچوں کو ہمارے علوم میں سے وہ کچھ سکھاؤ جو ان کے لیے فائدہ مند ہو، تاکہ مرجئہ [اور گمراہ کن گروہ] اپنے باطل نظریات کے ذریعے انہیں مغلوب نہ کر لیں)(شیخ صدوق، ۱۴۲۹ق، ج ۲، ص ۱۵۷)۔

اس حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں:" دینی بیانات اور دینی تشریحات کو شبہات دور کرنے والا، روشن، مضبوط، فنکارانہ اور متنوع ہونا چاہیے؛ یہ شکوک پیدا کرنے والا اور گھساپٹا (کلیشے) نہیں ہونا چاہیے۔ دینی بیانات کو ہر سطح پر درست ہونا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ ہم دینی تشریحات خواص (نخبہ) کی سطح پر، درمیانے طبقے کی سطح پر، نچلے طبقے کی سطح پر اور بچوں کی سطح پر الگ الگ بیان کرتے ہیں، لیکن جو کچھ بچوں کی سطح پر بیان کیا جائے، اسے بھی مطلق طور پر صحیح اور مستند ہونا چاہیے "(امام خامنہ ای، بیانات در دیدار مسئولان سازمان صدا و سیما، 11/9/1383 ، https://khl.ink/f/3262)۔

۴-۳-۳. نیک افراد کے ساتھ صحبت اور ہم نشینی:

صحبت اور ہم نشینی کی اہمیت کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان جن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، وہ فطری طور پر ان کے جیسا بننے کی خواہش اور میلان پیدا کر لیتا ہے اور لاشعوری طور پر ان کی تقلید کی کوشش کرتا ہے۔ اگر انسان نیک اور صالح افراد کی صحبت میں رہے، تو وہ صالح بن جاتا ہے، اور اگر شریر اور برے لوگوں کی محفل میں رہے، تو وہ رفتہ رفتہ ان جیسا ہی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا، والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے نیک اور شائستہ ہم نشینوں کی نشاندہی کریں اور انہیں صحیح معیارات فراہم کریں، تاکہ بچے نیک افراد کو پہچان کر ان کے ساتھ ہم نشینی اختیار کر سکیں اور انہیں اپنے ہم عمر شریر اور بگڑے ہوئے بچوں کی صحبت سے باز رکھا جا سکے۔

اسی ضمن میں قرآن کریم نے، جس طرح ہمیں نماز اور روزے کا حکم دیا ہے، اسی طرح معاشرے کے سچے، دیانتدار اور صالح افراد کی سنگت اختیار کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں (صادقین) کے ساتھ ہو

جاؤ) (توبہ: ۱۱۹)۔ یعنی اے اہلِ ایمان! تقوائے الٰہی کی پاسداری کرو اور معاشرے کے سچے، صالح اور دیندار افراد کے ساتھ اپنا میل جول اور آمد ورفت رکھو۔

مزید بر آں، رہبر معظم امام جعفر صادق (ع) کی ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "آپ دوستی اور معاشرت کے لیے جس شخص کا انتخاب کریں، اس میں دو خصلتیں (اخْتَبِرُوا إِخْوَانَكُمْ بِخَصْلَتَيْنِ) ہونی چاہئیں۔ پہلی ایک انفرادی صفت ہے (مُحَافَظَةٍ عَلَى الصَّلَوَاتِ فِي مَوَاقِيتِهَا) یعنی نمازوں کی ان کے مقررہ اوقات پر پابندی، جو بذاتِ خود انسان کو توحید کے اعلیٰ مقامات اور مدارج تک عروج بخشنے کا سبب بنتی ہے؛ اور دوسری ایک سماجی صفت ہے (الْبِرِّ بِالْإِخْوَانِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ) یعنی ہر قسم کے حالات میں اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ بھلائی کرنا، چاہے وہ تنگی اور سختی کے حالات ہوں یا آسائش اور خوشحالی کے" (ر.ک: بیانات در ابتدای درس خارج، 21/10/1389، https://www.leader.ir-14020807/all/1)۔

۴-۳-۴. سابقہ اقوام اور بزرگوں کی حالاتِ زندگی بیان کرنا:

گزشتہ اقوام اور ان دینی بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کرنا اور ان سے نصیحت حاصل کرنا جو اپنی زندگیوں میں سعادت (کامیابی) یا شقاوت (بدبختی) سے دوچار ہوئے، اس بات کا سبب بنتا ہے کہ ان کی سعادت اور بدبختی کے اسباب کو قریب سے دیکھا جائے اور ان سے عبرت و سبق حاصل کیا جائے۔ قرآن کریم اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے: «قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ» (کہہ دیجیے کہ زمین میں سیر و تفریح کرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے گزرنے والوں کا انجام کیسا ہوا، جن میں سے اکثریت مشرکوں کی تھی) (روم: 42)۔

۴-۳-۵. عقیدتی اور دینی سوالات (شکوک وشبہات) کا جواب دینا:

والدین کی اہم ترین ذمہ داریوں اور فکری دغدغوں میں سے ایک بچوں کے عقیدتی سوالات کا تسلی بخش جواب دینا ہونا چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ وہ موضوع کے مکمل علم کے ساتھ اور بچے کی عمر اور ذہنی استعداد (ظرفیت) کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے سوالات کا جواب دیں، تاکہ کسی بھی قسم کے انحراف اور کج فہمی کا راستہ روکا جاسکے اور انہیں درست جواب فراہم کیا جائے۔ رہبر معظم اس حوالے سے فرماتے ہیں: "شکوک وشبہات (شبھات) بہت زیادہ ہیں۔ اگر آپ نوجوانوں کے درمیان جائیں، تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے اچھے اور نیک نوجوان کے ذہن میں بھی

کبھی کبھار شبہات موجود ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی برائی بھی نہیں ہے؛ شبہ ہر کسی کے ذہن میں آتا ہے؛ ہمیں نوجوان پر تنقید نہیں کرنی چاہیے کہ تم نے شبہ کیوں پیدا کیا۔ جب ذہن فعال اور کارگر ہوتا ہے، تو اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہم طلبہ (علماء) کی ذمہ داری ہے کہ ہم ان شبہات کو احتیاطی تدابیر (پیشگیری) کے ذریعے یا علاج کے ذریعے برطرف کریں" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار جمعی از روحانیون استان ہمدان، 15/4/1383 ، https://khl.ink/f/3240)۔

۴-۳-۶. ایک پر امن اور محفوظ ماحول کی فراہمی

والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے گھر میں ایک ایسا پر امن اور محفوظ ماحول فراہم کریں جہاں بچہ مکمل تحفظ محسوس کرے اور اپنے جذبات اور احساسات کا آزادی سے تجربہ کر سکے۔ اس عمل سے بچے یہ سیکھتے ہیں کہ وہ اپنے احساسات کا بآسانی اظہار کریں اور بغیر کسی خوف کے اپنی سوچ اور کاموں کے حوالے سے والدین کے سامنے اپنی رائے رکھ سکیں۔ اس کے نتیجے میں والدین بھی مختلف معاملات، بالخصوص معنوی امور میں بچے کی خوبیوں (نقاطِ قوت) اور خامیوں (نقاطِ ضعف) کو پہچان لیتے ہیں، اور پھر وہ انہیں مضبوط کرنے یا ان کی اصلاح کے لیے بروقت اقدام کر سکتے ہیں۔ پر امن اور محفوظ ماحول کی ضرورت کے حوالے سے رہبر معظم فرماتے ہیں: "جب مسلمانوں کے درمیان آپس میں جھگڑے اور تنازعات پیدا ہوتے ہیں، تو معنویت میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ قرآن کی منطق کے مطابق، معنویت اور ایمان کو پروان چڑھنے کے لیے امن و سکون (آرامش) کی ضرورت ہوتی ہے" (امام خامنہ ای، بیانات در دیدار مسئولان نظام و سفرای کشورهای اسلامی، 16/4/1395 ، https://khl.ink/f/33747)۔

۴-۳-۷. مذہبی سرگرمیوں میں شمولیت اور شرکت:

اپنے بچوں کو مذہبی سرگرمیوں میں شریک کریں۔ مثال کے طور پر انہیں مذہبی تقریبات میں لے جانا، دینی تعلیم کی کلاسوں میں شرکت کروانا اور دین سے متعلقہ فلاحی کاموں میں انہیں ساتھ رکھنا۔ یہ سرگرمیاں بچے کی اس بات میں مدد کر سکتی ہیں کہ وہ معاشرے کے ساتھ اپنے تعلق اور دینی اقدار کی اہمیت کو اپنی نظر میں مزید بلند کر سکے۔ رہبر معظم اس میدان میں فرماتے ہیں: "میری نصیحت یہ ہے کہ تقریبات اور بزرگداشتوں (یادگاری ایام) کو عوامی (Public) بنایا جائے، مساجد اور فلاحی عوامی اداروں کو فعال کیا جائے، انقلابی نوجوانوں کی اختراعات

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

(ابتکارات) اور تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے، اور مذہبی و انقلابی تقریبات کو ایک نئی تازگی اور طراوت بخشی جائے۔ میری دوسری تاکید یہ ہے کہ تنظیمی ڈھانچوں کو چست اور ہلکا (Smart) بنایا جائے اور ان میں موجود فرسودگی اور غیر ضروری رکاوٹوں کو دور کیا جائے" (امام خامنہ ای، انتصاب حجت الاسلام موسی پور بہ مدیریت شورای ہماہنگی تبلیغات اسلامی، 8/9/1400، https://khl.ink/f/49108) ۔

خاتمہ

اس مقالے میں نظریاتی مفاہیم (جیسے تربیت، معنویت، اور معنوی تربیت) کی تعریف بیان کرنے کے بعد، سب سے پہلے بچوں کی معنوی تربیت میں والدین کے کردار کا جائزہ تین بنیادی شعبوں یعنی عبادت، اخلاق و تزکیہ نفس، اور ایمان کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ اسے قرآنی اور دینی نقطہ نظر کے تحت، بالخصوص امام خامنہ ای کے افکار کی روشنی میں منطبق (Apply) کیا گیا ہے، اور پھر ان تینوں شعبوں کو مزید مستحکم کرنے کے لیے عملی حکمت عملیاں پیش کی گئی ہیں۔

اس مقالے کے نتائج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام خامنہ ای کی قرآنی سوچ کے مطابق، بچوں کی معنوی تربیت اہم ترین تربیتی مفاہیم میں سے ایک شمار ہوتی ہے، اور انسانی شخصیت کے اس پہلو کی پرورش دیگر تمام تربیتی پہلوؤں کا حتمی اور بنیادی ہدف (غایت) ہے۔ ان امور میں پائی جانے والی کوتاہی مختلف قسم کے مسائل اور انحرافات کو جنم دیتی ہے، اور کسی بھی معاشرے کی نئی نسل کی پرورش میں سنگین قسم کی ناقابلِ تلافی سماجی برائیوں کا باعث بنتی ہے۔

اخلاق اور تزکیہ نفس کی بحث میں یہ ثابت ہوا کہ معنویت اور اخلاق، فردی اور اجتماعی سطح پر ہونے والی تمام تحریکوں اور سرگرمیوں کو سمت دینے والے عناصر ہیں اور معاشرے کی بنیادی ترین ضرورت ہیں۔ ان کی موجودگی مادی وسائل کی کمی کے باوجود انسان کے جینے کے ماحول کو جنت بنا دیتی ہے، جبکہ ان کا فقدان مادی فراوانی کے باوجود معاشرے کو جہنم میں تبدیل کر دیتا ہے۔

بچوں کی معنوی تربیت کے تینوں شعبوں (عبادات، اخلاق اور ایمان) میں والدین، بطورِ رول ماڈل اور اولین معلم (تعلیم دینے والے) انتہائی خصوصی اور کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ نیک اور صالح افراد کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، حدودِ الٰہی کی پابندی، محرمات (ناجائز کاموں) سے بچنا، ایک محفوظ اور پرامن ماحول میں بچوں کے عقیدتی اور فکری

شکوک و شبہات کے تسلی بخش جوابات دینا، اور مذہبی سرگرمیوں میں انہیں شریک کرنا؛ یہ وہ بنیادی حکمت عملیاں ہیں جو بچوں کی معنوی تربیت کو یقینی بنانے کے لیے اس مقالے میں پیش کی گئی ہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتابیات

قرآن کریم، ترجمہ: حسین انصاریان۔

نہج البلاغہ، ترجمہ: حسین انصاریان۔

صحیفہ سجادیہ، ترجمہ: الٰہی قمشہ ای۔

۱. جعفری، سید اصغر. "عوامل مؤثر در حفظ و توسعه ارزش‌ها مبتنی بر دیدگاه مقام معظم رهبری." پژوهشنامه انقلاب اسلامی، شماره ۱، ۱۳۹۵ش.

۲. حر عاملی، محمد بن حسن. وسائل الشیعه. قم: انتشارات موسسه آل البیت علیهم السلام، ۱۴۱۴ق.

۳. خامنہ ای، سید علی. دفتر حفظ و نشر آثار آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای: www.farsi.khamenei.ir

۴. خوش نیت، غلام رضا، مجتبیٰ انصاری مقدم، اور حسن استوار. "تحلیل شیوه های تربیت معنوی فرزندان در آموزه های قرآنی-حدیثی." پیشرفت های نوین در روانشناسی آموزش و پرورش، شماره ۵۴، ۱۴۰۱ش.

۵. دانشنامہ حوزوی: www.fa.wikifeqh.ir

۶. دهخدا، علی اکبر. لغت نامه. تهران: انتشارات دانشگاه تهران، ۱۳۷۲ش.

۷. شاهرودی، سید محمود. فرهنگِ فقه مطابقِ مذهبِ اهل بیت (ع). قم: انتشارات موسسه دائرة المعارف فقه اسلامی، ۱۳۸۲ش.

۸. شیخ صدوق، ابن بابویہ. الخصال. قم: انتشارات اسلامی، ۱۴۲۹ق.

۹. صدوق، محمد بن علی بن بابویہ، الخصال. قم: ناشر نسیم کوثر، ۱۳۹۶ش.

۱۰. صفری، علی آقا، اور عامل حسن مظاهری. "تحلیل شیوه های مهرورزی در تربیت دینی کودک از منظر روایات." مجلہ مطالعات حدیث پژوهی، شماره ۱۱، ۱۴۰۰ش.

۱۱. طبرسی، فضل ابن حسن. مجمع البیان فی تفسیر القرآن. تهران: ناصر خسرو، ۱۳۷۲ش.

۱۲. کراجکی، محمد بن علی نعمہ. کنز الفوائد. قم: دار الذخائر، ۱۳۶۸ش.

۱۳. کلینی، محمد بن یعقوب. کافی. تهران / قم: انتشارات دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۷ق.

۱۴. محمدی ری شهری. میزان الحکمہ. قم: انتشارات مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۳۶۷ش.

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۱۵. محمد زادہ، اعظم، حلیمہ حیدری، اور کریمہ احمدی. "بررسی نقش والدین در تربیت دینی فرزند پیش از تولد در اسلام." نشریہ مطالعات پژوہشی زنان بارویکرد اسلامی، شمارہ ۱۳، ۱۳۹۹ش.

۱۶. مشکینی، علی. مواعظ عددیہ. قم: انتشارات موسسہ علمی فرہنگی دار الحدیث، ۱۳۹۲ش.

۱۷. نفیسی، علی اکبر. فرہنگِ نفیسی. تہران: انتشارات خیام، ۱۳۴۳ق.

18. Seeber, J., Park, M.O., & Kimble, M.A. "Pathogenic-salutogenic faith and integrative wellness." Journal of Religious Gerontology, 13, no. 2 (2001): 69-82.